اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ

اخبار الحکم

نمبر ۱۲، ۱۳ | قادیان دارالامن والامان۔ مورخہ ۲۰ و ۲۷ مئی ۱۸۹۸ء۔ [illegible] | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے خریدار ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ (دو روپے صدی) کے حساب سے خریدیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جائے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں [illegible] ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ [illegible] ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دیں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

کتب موجودہ دفتر الحکم ؕ

تفسیر سورۂ تبت۔ موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت ۲؍ محصول ۲؍

محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن قیمت ۱؍

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۂ والعصر از عالیجناب امام الزمان سلمہ الرحمٰن

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

مینیجر الحکم کی معرفت [illegible] ریشمی ازاربند [illegible] ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

ولائتی چٹھی

نمبر چہارم

ڈیر ایڈیٹر قبل اس کے کہ میں اپنے سفر جہاز کے حالات پھر شروع کروں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تازہ اخبارات سے جو ہمارے علاقہ یوگنڈا ریلوے کے ہیں۔ اپنے بھائیوں کو فائدہ پہونچاؤں۔ کیونکہ تازہ کھانا ہوتے باسی کھانا مناسب نہیں۔

آج کل ہمارے ریلوے ۱۲۵ میل پر ہے۔ اس مقام کا نام **سہادو** ہے۔ لکھتے ہیں لکھی جاتی ہے۔ مگر بولنے میں نہیں آتی۔ دن کو بہت گرمی اور رات کو بہت سردی ہے۔ اس مقام میں دس میل کے احاطہ تک ایک سخت آفت کا سامنا ہمارے اہل پنجاب بھائیوں کو ہے۔

اس علاقہ میں ایک شیر اور شیرنی ہے۔ جس نے آج تک ۲۲ سے زیادہ جانیں تلف کی ہیں۔ جب اس مقام میں ریلوے کے آدمی پہونچے۔ تو اکثر گرد نواح میں سنا گیا ہے۔ کہ انسان کی ہڈیاں دیکھی گئی ہیں۔ اور ہر ایک قافلہ جو اس راستہ سے گذرتا ہے۔ اس مقام کو اپنے لئے بہت دشوار گذار اور سخت خطرناک تصور کرتا ہے۔

جنگلی جانوروں کا دستور ہوتا ہے۔ کہ وہ آگ سے ڈرتے ہیں۔ مگر یہہ دونوں نر اور مادہ مطلق نہیں ڈرتے۔ آدمیوں کا جتھا بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ ایک دم اون میں کود کر جسکی قضا ہوتی ہے مادہ سے لے جاتا ہے۔ آج تک کئی دفعہ بکرا وغیرہ اسکو شکار کرنے کے لئے باندھا گیا۔ مگر بکرے پر مطلق وار نہیں کرتا۔ جنگل اسقدر گنجان ہے۔ کہ دور سے گولی بالکل مار نہیں کرسکتی۔ تمام حکام ریلوے سخت تردد میں ہیں۔

اس کے زیادہ غصّہ کی یہہ وجہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ کوئی سوداگر قافلہ کے ساتھ گذرتا ہوا اس کے دو بچے یوگنڈا کی طرف لے گیا ہے۔ اس لئے اسے آجبنی انسان سے سخت ضد ہو گئی ہے۔

تمام قلی وغیرہ رات دن جاگتے رہتے ہیں۔ رات کے وقت اپنی حاجات ضروریہ کے لئے بالکل خیمہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ خیمہ کی ڈوڈیاں کسے بالکل بند بیٹھ رہتے ہیں۔ جس آدمی کو اوٹھا کر لے جاتا ہے۔ سوائے اوس کے کسی کپڑے یا کھوپڑی یا ہڈی کے اور کچھ پتا اوس کا نہیں ملتا۔

برادرم ایڈیٹر" اب میں یہاں سے پھر اپنے سفر کے حالات لکھتا ہوں۔

ربنی سے چل کر پھر ہر مسافر کا امتحان صحت ایک سٹیشن پر لیر یہاں سے کراچی تیسرا سٹیشن ہو ہونا تھا ابھی ٹرین اس سٹیشن پر نہیں پہنچی تھی کہ مجھے بخار ہو گیا اور جب اس سٹیشن پر پہنچے تو اُس وقت مجھ کو کمال درجہ کی فکر دامنگیر ہوئی کیونکہ حرارت برابر جسم پر محسوس ہوتی تھی اور نبض تیز چل رہی تھی۔ ایسے خطرناک موقع پر اللہ تعالےٰ نے میری دستگیری کی اور اس طرز سے بچا لیا کہ میں خود اُس سے بہت تعجب اور دریائے حیرت میں تیرنے لگا۔ اس حرارت کے دور کرنے کے لئے میرے پاس کوئی ایسی دوا موجود نہ تھی کہ میں فوراً کھا لیتا۔ مگر پورے اطمینان کے ساتھ یہ سنت اللہ دل نشین تھی کہ اللہ تعالیٰ نزول عذاب کیوقت خائف کو بچا لیتا ہے سو میں تو یہی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے موافق اس عاجز کو بھی نجات دی۔ ٹرین ٹھہرتے ہی ایک ڈاکٹر مسافروں کا امتحان صحت کرتا ہوا ہماری گاڑی کے پاس آیا نیچے اُتر کر جب میں نے نبض دکھائی تو اُس نے اچھی طرح نبض کو دیکھا اور دیر تک میرے ہاتھ کو پکڑے رہا آخر کہا کہ جاؤ بیٹھو۔ جب میں گاڑی پر سوار ہونے لگا تو اُس کو کچھ شبہ پڑا اور پھر مجھے بلایا اور دوبارہ نبض کا امتحان کر کے پھر کہا کہ اچھا جاؤ۔ میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوا گاڑی میں آ بیٹھا۔

مؤرخہ ۱۴ فروری کی رات کو ۱۲ بجے گاڑی سٹیشن کراچی پر پہونچی۔ باوجود ایک بڑا بندرگاہ اور شہر ہونیکے دیکھا گیا کہ اس اسٹیشن پر قلی یعنے بہت کم دستیاب ہیں۔ صرف معدودے چند آدمی تھے۔ جو چند اشخاص کا سامان اوٹھا کر سٹیشن سے باہر چھوڑ آئے تھے۔ اور پھر آ کر دوسرا سامان لے جاتے تھے۔

چونکہ میں اجنبی تھا۔ اس لئے گھوڑے گاڑی والوں نے مجھ سے بہت دیر تک زیادہ کرایہ کا اصرار کیا۔ آخر ایک گاڑی کرایہ کر کے پوچھتے پوچھتے اوس مقام پر پہونچے۔ جہاں ۳۰۰ قلی افریقہ کے جانے والے اوترے ہوئے تھے۔

(اوترے ہوئے سے مراد آسمان سے اوترے ہوئے نہیں۔ جیسے ہمارے بعض اہل اسلام بھائی لفظ نزول سے **نزول من السماء** ہی سمجھ لیتے ہیں)

اس مقام پر پہونچکر قدرت کا عجیب تماشا نظر آیا۔ کہاں ہندوستان کا عالمگیر قحط اور کہاں کشتگان مرض طاعون کی تعداد کہ جس سے ہر فرد بشر کو عبرت حاصل کر کے اپنی اخلاق عادات افعال میں اصلاح کرنی چاہئے۔ اور خدا کے غضب کو فرو کرنے کے سامان بہم پہونچانے چاہئیں۔ اور کہاں ان ۳۰۰ ساکنان پنجاب کا لہو و لعب میں مشغول ہونا۔

دوکان کے پاس پہونچتے ہی مجھے طبلہ سارنگی کی آواز آئی۔ اور ساوس کے ساتھ ہی ایک طوائف یعنے کنجری کے گھنگرو اور گانے کی آواز بھی کان میں پڑی۔ مکان کے اندر جا کر دیکھا۔ کہ اکثر قلی کپڑے لتے اوتار کے صرف لنگوٹی باندھے ایک گول دائرہ میں کھڑے اور بیٹھے ہیں۔ اون میں ایک کنجری معہ ساز و سامان گا رہی ہے۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے دو دو چار چار پیسہ چندہ ڈال کر یہہ طائفہ منگوایا ہے۔ خیال کیجائے ہے۔ کہ ابھی یہہ لوگ اپنے عیال و اطفال عزیز و اقارب خویش و بیگانہ سے جدا ہو کر آ رہے ہیں۔ اور کل ۱۲ بارہ روپیہ تنخواہ ہے۔ جہاز کا لمبا سفر ابھی درپیش ہے۔ پس ماندگان کو خرچ کی ضرورت ہو گی۔ اور یہہ وہ لوگ ہیں۔ کہ عیش و عشرت میں مشغول ہیں۔ قوم کی ضروریات بنی نوع انسان کی ہمدردی کی ان کو خبر نہیں۔ صرف یہہ خیال بندھا ہے۔ کہ اب ہم نے ہزاروں کوس جانا ہے آخری مجرا تو ہند کا دیکھ چلیں۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فیہ آیۃ لاولی الابصار۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم** سچے امام کا الہام یہیں یاد آتا ہے۔ شکر ہے اور حمد ہے اوس ذات پاک کی جس نے ہمیں امتیاز کی راہ بتائی۔ اور صلوٰۃ اور سلام اوس کے صادق رسول پر جس سے ہم نے یہہ راہ پائی۔ آمین۔ چو

چونکہ بندہ کچھ تھکا ہوا سفر اور کچھ بیماری کا ماندہ تھا۔ (باقی آئندہ)

پاک شاعری

تمام حق نعت نبی جب آیا مرزا جی محال ۔ ویسا ہی آپکی بعثت سے ہی صرف قال
تاب جا کہ نہیں مجھ کو جو شرح الطاف ۔ فضل مولےٰ سے ہوئے شائق جمال
کیسے یا ردل رہے حضرت پراٹھائی تلوار ۔ کون آخر کو بنا تیغ کا اپنی ہی ڈھال
بایا ہے کہ آپ ہی غالب ہے ۔ ہر جگہ مقابل کو دیکھا پایا زوال
تا عدالت بھی جو نہیں کی کھائی ۔ یہ اقبال وہ بھی حضرت کی صداقت زوال
آپکو جاہل سمجھے ہے لائے نظر آئے تھے ۔ رحمت حق ذرا سوچ لیں کمال
آیت ہے کہ تم نے کیا جو آپ کی ۔ جیسے اقبال ہوا آپ ہیں عروج و کمال
ہر طرف پکار ہے کہ مہدی آئے موعود ۔ لیک کا مر شئے تو ہر ہو یکتہ یہ خیال
چل رہے حضرت عیسےٰ نہ کچھ اسمیں بھی شک ۔ ملتا قرآن سے یہ دین یا ہے حضرت مثال
دین مجوسی کا عمداً ہند سے ہوتا عقا ۔۔۔ سر تو پیدا نہ اگر آپ دیں عہد ضلال
بیضرورتِ کیا آپکو حق نے مامور ۔ اور نہ یہ وقت کیا ہند کیجی ابتسال
تھا سخت ضرورت کا زمانہ تھا یہ ۔ دین احمد تھا پڑا اسمت ہر کس زوال
آپ اس عہد میں اس کشتی کے آئے ملاح ۔ شکر ہو سکا لیا اسکو بھی اس کو نکال
ایسا تحقیق مذاہب میں چلایا خامہ ۔ اور کیا ہر مذاہب کا ہی استیصال
کھلگیا سب پہ کہ اسلام ہی اک سچا دین ہے ۔ اور ادیان کا سکو ہے ثابت ابطال
آگے مہدی کے ہوئے دم من تجرے ہیں جل ۔ عقدے وہ جو سدا تھا کا تھا دام ہو محال
جادو فرمایا کے قرآن کے سارے اسرار ۔ لیک نہ صوفی رہے کہ مخفی وہ جلال
حیف صد حیف کہ کچھ بھی نہ سمجھے جہاں ۔ یونہی تکفیر کی پھر کا اس پر ایک ماں
غور سے سوچیں اگر تو بابا یہی تو قال ۔ خیر دھوبی سے نہ دیکھنے کبھی بنا مال
اک مسلمان کو یہ کہتے وہ کافر کفر ۔ اور مسلمان بھی جسکی طہارت ہی مثال
تقویٰ جسکا ہی تمام اہل جہاں سے بڑھتا ۔ ایک عالم میں گیا مانا جو ہی حقا چال
جس کا منزلکو کر بندہ کلام وہ سخن ۔ صد نشان جسکی صداقت پہ ہیں ہے سال
مرزا جی آپکی ہمت کا یہ ہر سم قرباں ۔ دین احمد پہ کرڈالا قدا مال و دل

جھوٹوں کی حمایت چھپایا حق کو	گرچہ ہر قوم نے سو بار پکارا دجال
دہرہ دینِ نبی ہو گئے حضرت ہو فنا	ہو کمر بستہ سدا اسکا دکھائی یہ کمال
بدلہ دیگا خدا آپ کو روز محشر	کیا ہوا قوم ہو گر گالیاں دیتی ہر حال
دست بسر پکڑیں گی آخر اک دن	کاش آجاتا غم فردا یہ آج ہو خیال
حسب سے دل آپکو جیتا ہو نصیب	صدق دل سے ہو سدا درگہ حق مقبول
غیبی تائید کی خامہ کسے ہی سدا	ہو وہ دشمن کو نہ اس سے ہی لڑنیکا مجال

ہو دعاؤں میں اثر آپکی بھی ہٹایا ہتا
رہنا و سرا میں ہر دست مع آل و عیال

راقم محمد الدین نائب مدرس ۔۔۔ ضلع گجرات پنجاب ۔ ۱۲ مئی ۱۹۰۶ء

دل چسپ چٹھیاں

نمبر اوّل

لاہور ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ

بجالی خدمت جناب میرزا صاحب دام ظلکم و عنایتکم

السلام علیکم و علی من لدیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

بعد از ادائے آداب و سلام سنت سید الانام و اصحاب ائے عالی ہو کہ میں نے اگرچہ آپ کی زیارت نہیں کی تو بھی آپ کی تعریف سنی اور آپ کی بعض بعض کتابوں کو دیکھا ہے ایک دو باتیں نہایت ادب کے ساتھ پوچھتا ہوں امید ہے کہ جواب سے سرافراز فرمائیے گا ۔

(۱) اول یہ کہ کوئی ایسی کتاب سے مجھے آگاہ کیا جائے جسمیں ہندوؤں کی آسمانی کتابوں کو ثابت کیا ہو کہ آسمانی نہیں اور ہندو مذہب مذہب الٰہی نہیں ۔

(۲) دوم یہ کہ کیا باعث ہے کہ اسلام سارے دنیا کا مذہب مانا جائے

(۳) سوم یہ کہ جو لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں مگر آنحضرت صلعم **فداہ ابی و امی** کو رسول خدا نہیں مانتے اُن کی آخرت میں کیا حالت ہو گی ؟ ۔

(۴) چہارم یہ کہ دو لڑکے پیدا ہوئے ہیں ۔ ایک امیر کے گھر ایک غریب کے گھر ۔ ایک کی دونو آنکھیں درست ہیں اور ایک کی دونو یا ایک خراب ۔ اگر ان میں سے ایک جس کی آنکھیں خراب ہیں یہ کہے کہ بار خدایا مجھ سے کیا قصور ہوا کہ تو نے میری آنکھ کو بغیر کسی گناہ کے خراب کر دیا ۔ تو اسکا جواب کیا ہے اور یہ لوگ اسکو جون بدلنے کے اصول پر جواب دیتے ہیں مگر ان کے اصول ہی درحقیقت ٹھیک نہیں ۔ اگر ان سوالوں کا جواب مجھے عنایت کیجیگا تو کمال مشکور ہونگا

نیاز مند ہدایت اللہ انارکلی لاہور

فاما الجواب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپکا خط حضور امام صادق پہونچا ۔ چونکہ مرزا صاحب آج کل بڑے ضروری کاموں میں مشغول ہیں ۔ اس لئے جواب کے لئے مجھے ایما فرمایا ۔

جواب سوال اوّل

ہندوؤں کے متعلق مباحثہ کی خاص کتابیں ۔ سوط اللہ الجبار ۔ اور ظفر مبین ہیں ۔ جنکو مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے طبع کرایا ہے ۔ ایک اور انکی کتاب ہے ۔ کیفر کفر یہ کتابیں مراد آباد میں ملینگی ۔

ہم لوگوں کا یہ یقین ہے ۔ کہ یہ مذہب بھی اپنے بعض اصول و فروع میں منجانب اللہ ہے ۔ مگر خلف کی نادانی سے اس میں غلط در غلط زوائد مل گئے ہیں ۔ اور اسقدر مسخ ہو گیا ہے کہ اب اوس کی اصلی صورت کا پتہ بدون ہدایت قرآن کریم کے بالکل محال ہے ۔ **وحمله اللہ علی من جاء بالقرآن** ۔ مرزا جی نے بھی ان کے اس مذہب کے متعلق **براہین احمدیہ** میں بہت کچھ لکھا ہے ۔ وہ قابل دید بحث ہے ۔ آپ کسی سے براہین لے کر دیکھ لیں ۔

جواب سوال دوم

اسلام میں وہ تمام تعلیمیں موجود ہیں ۔ جو انسانی جماعت کے لئے مشترکاً ضروری ہیں ۔ قوانین مختص الزمان اور مختص المقام کو اگر ہم چھوڑ دیں ۔ تو جو کچھ اشتراک تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے ۔ اس کے لئے روحانی اور جسمانی دونوں تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے ۔

جواب سوال سوم

جو لوگ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں ۔ اور نیک کام کرتے ہیں اور سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ۔ وہ بڑے بدمعاش اور سخت قابل سزا ہیں ۔ اور ایسے لوگ فی الواقع تو دنیا میں موجود نہیں ۔ صرف فرض اور خیال میں ہیں ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ جب وہ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں ۔ اور نیک ہیں ۔ تو اون کو رسول کریم سے کیا عداوت ہے ۔ کہ انکو نہیں مانتے ۔ رسول کریم نے تو اللہ تعالےٰ کی وحدت اور یکتا ہونے پر زور مارا ہے ۔ اور کامیاب کوشش کی ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں ایک ۔ اسماء میں ایک ۔ صفات میں ایک ۔ افعال میں ایک ہے ۔ **ولم یکن لہ کفواً احد** ۔ س ۳۰ ۔ تمام انواع و اقسام نیکیوں کو دنیا میں پہونچایا ۔ اور لوگوں کے لئے ایسی کوشش کی کہ کروڑ در کروڑ نیک بن گئے ۔ اور بلند مقاموں پر چڑھ کر بلند آواز سے **اللہ اکبر** پکارتے ہیں ۔ سکھ بڑے خدا پرست کہلاتے ہیں ۔ مگر اس **اللہ اکبر** سے جل جاتے ہیں ۔ پس ایسا آدمی کیوں کر خدا پرست اور نیک بن سکتا ہے ۔

جو محمد رسول اللہ کا منکر ہے۔ اگر وہ نیک خدا پرست ہوتا تو فقط محمد رسول اللہ کا انکار نہ کرتا۔

غور کرو دن نکلا ہے۔ سورج موجود ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ سورج موجود ہے اور ایک دوسرا شخص اسی کا مؤید دکھائی دے۔ تو کہنے لگا۔ کہ میں اس کو نہیں مانتا ہیں معلوم ہوا۔ کہ اس خبث باطن کو اس راست باز سے ذاتی عداوت ہے۔

الٰہی صفات کا مسئلہ سوا سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کون آدمی ہے جس نے کھول کر ہمیں سنایا اور سنانے میں کامیاب ہوا۔ اسی طرح نیکی کے اصول آس ناداں نے کیونکر مان لئے یا اُن پر عمل درآمد کیسے کیا جب کہ ایک نیک اور کامل نیک اور اعلےٰ درجہ کے راستباز کا انکار کرتا ہے۔

سوال چہارم کا جواب کہ ہر ایک لڑکا بیار کیوں ہوتا ہے۔ غریب کے گھر کیوں پیدا ہوتا ہے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک شریعت کا قانون اور دوسرا قانون قدرت شریعت کے قانون کی پابندی اس وقت ہوتی ہے جب انسان عاقل۔ بالغ استطاعت والا ہو جاتا ہے اور باوجود فہم و فراست و عقل و استطاعت قانون شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ لڑکے۔ مجنون۔ فترۃ کے زمانہ کے لوگ بہت بوڑھے۔ بہرے اس میں مستثنیٰ ہیں۔

دوسرے کیا معنی قانون قدرت کی پابندی میں ذرہ ذرہ جکڑا ہوا ہے اس کی خلاف ورزی میں ہر ایک ماخوذ ہے پتھروں میں غور کرو کوئی ناقص کوئی کامل عناصر دیکھو کوئی اعلےٰ درجہ کا ہے اور کوئی ادنےٰ درجہ کا پھر بعض عناصر مصفیٰ اور بعض خطرناک زہروں میں مبتلا۔ پھر نباتات پر نظر کرو بعض کیسے مفید اور بعض کیسے مضر اور خبیث ایسے جانوروں میں غور کرو ان میں کس قدر فرق ہیں۔

انسان کے درمیان فرق بھی ان فروق پر مبنی ہے۔ ہاں تکالیف کے بارہ میں گفتگو پیش آجاتی ہے۔ مگر ہم صاف دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک شخص لڑکے کا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ یا کسی لڑکے کو مار ڈالے۔ تو لڑکا عیب دار ہوگا۔ یا مر جاوے گا۔ مگر لڑکے کا گناہ نہیں۔ اس لئے قدرت اس لڑکے کو بدلہ دیگی۔ اور اس دکھ دینے والے کو سزا دیگی۔ ایسے ہی جس نے اپنی غذاؤں یا امراض کا حصہ کسی لڑکے کو دیئے۔ اوس کے بدلہ میں لڑکے کو عمدہ بدلہ دیا جاویگا۔ اور باعث تکالیف کو سزا ملیگی۔ ہاں اگر اس کے اور اسباب تلافی کر دیں تو یہ امر دوسری طرف قانون قدرت کا نظارہ ہوگا۔

صرف تفرقہ کے باعث تناسخ کا قائل ہونا سخت غلطی ہے کیونکہ خود تناسخ والے بھی مانتے ہیں۔ کہ ایک خدا ابدی حکمران ہے اور ارواح ہمیشہ سے اوس کے ماتحت ہیں۔ اور ذرات دونوں (خدا اور ارواح) کے ماتحت ہیں۔ یہ فرق جو تینوں میں ہے اس فرق سے بہت زیادہ ہے جو غریب اور امیر میں ہے۔ یا بیمار اور تندرست میں کیونکہ غریبی اور بیماری کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے اور ان تینوں اشیا میں تبادلہ بھی محال ہے۔

تناسخ والے انصاف سے غور کریں۔ کہ کیونکر اور کس وجہ سے یہ تفرقہ ہوا۔ خدا تعالےٰ کیوں ابدی حکمران ہے۔ اور ارواح کیوں ہمیشہ محکوم ہیں اگر اعمال کے لحاظ سے ہیں۔ تو خدا اور ارواح میں بھی جنم ماننا پڑے گا۔ اور اگر اونہیں جنم نہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ بدون جنم کے اور اور اسباب بھی تفرقہ کا باعث ہیں۔ یہ بحث بہت طویل ہے۔ چاہتی ہے۔ اس پر کتاب لکھی جاوے۔ اس لئے خط میں اس پر بس کرتا ہوں۔

نورالدین۔ ۶ رمئی ۱۸۹۸ء

میموریل

بقیہ قابل قدر میموریل

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نمبر ۱۰ و ۱۱

پہلے اسلام نے دیکھی ہے ؟ اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا طریق یہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ قریباً تیرھویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا جس کے اول بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔ بہرحال اس پیشگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا جب تم دل آزار کلمات سے دکھ دیئے جاؤ اور گالیاں سنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا کہ ایسا زمانہ بھی آتا کہ ایک مقدس رسول کو جس کی امت سے ایک حصہ کثیر دنیا کا پُر ہے عیسائی قوم جیسے لوگ جنکا تہذیب کا دعوےٰ تھا گالیاں دیتے اور اس بزرگ نبی کا نام نعوذ باللہ زانی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہراتے۔ بیشک ان لوگوں کے لئے بڑے رنج کی بات ہے جو اس پاک رسول کی راہ میں فدا ہیں اور ایک دانشمند عیسائی بھی احساس کر سکتا ہے۔ کہ جب مثلاً ایسی کتاب امہات المومنین میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ زناکار کے نام سے پکارا گیا اور گندے سے گندے تحقیر کے الفاظ آنجناب کی تنقیص میں استعمال کئے گئے۔ اور پھر عمداً ہزار کاپی اس کتاب کی محض دلوں کے دکھانے کے لئے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس سے کس قدر رنج عام مسلمانوں کو پہنچے ہونگے اور کیا کچھ انکے دلوں کی حالت ہوئی ہوگی۔ اگرچہ بدگوئی میں یہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرف سے کروڑہا تک نوبت پہنچی ہے۔ مگر یہ طریق دل دکھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ نخواہ غافل اور بیخبر لوگوں کے گھروں میں یہ کتابیں پہنچائی گئیں اور اسی وجہ سے اس کتاب پر بہت شور بھی اٹھا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ پادری عمادالدین اور پادری ٹھاکر داس کی کتابیں اور نور افشاں کی پچیس سال کی مسلسل تحریریں بھی تیں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔

یہ تو سب کچھ ہوا مگر ہمیں تو آیہ موصوفہ بالا میں یہ تاکیدی حکم ہے کہ جب ہم ایسی بدزبانی کے کلمات سنیں جس سے ہمارے دلوں کو دکھ پہنچے تو ہم صبر کریں اور کچھ شک نہیں کہ جلد تر حکام کو اس طرف متوجہ کرنا یہ بھی ایک بے صبری کی قسم ہے۔ اسلئے عقلمند اور دور اندیش مسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے افانت تکرہ الناس۔ لیکن اس قسم کے حیلے اکراہ اور جبر میں داخل ہیں جس سے اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارے میں میں اور میری جماعت اور تمام اہل علم اور صاحب تدبر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب امہات المومنین کی لغو گوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ کو دست اندازی کے لئے توجہ دلاویں گو خود دانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کرے مگر ہمارا صرف یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم ایسے اعتراضات کا کہ جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں خوبی اور شائستگی کیساتھ جواب دیں اور پبلک کو اپنی حقیقت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اسی غرض کی بنا پر یہ میموریل روانہ کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعت ہماری معزز مسلمانوں کی اسی پر متفق ہے۔ ۴ ماہ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

قرآن کریم پر لیکچر

نمبر سوم

پچھلے دو نمبروں میں ہم مفلحون تک بحث کر آئے ہیں۔ اب قرآن اون لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک کافر اور دوسرے منافق۔

اوّل الذکر لوگ چونکہ خدا تعالے کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر یعنے اون کی قدر نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اون سے متمتع ہونے کی توفیق نہیں پا سکتے۔ عام طور پر قدرت کا لاتبدیل اور لاتحویل قانون یہی ہے۔ کہ جب انسان کسی طاقت سے کام لینا چھوڑ دے۔ تو وہ طاقت بتدریج کمزور یا بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ اور بالمقابل جس طاقت سے ٹھیک وہی کام لیں۔ جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہے۔ تو وہ بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔ شکر نعمت پر ازدیاد نعمت کی فلاسفی یہی ہے۔ مثلاً دیکھو ایک نادان ہندو فقیر خلاف قدرت اپنا ہاتھ جو کاروبار کرانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ بے حرکت چھوڑ دیتا ہے۔ اب کبھی ممکن نہیں وہ قدرت کے قانون کے اثر سے بچ رہے۔ اور ہاتھ خشک نہ ہو۔ ہم نے تھوڑا عرصہ ہوا اخبارات میں پڑھا تھا۔ کہ ایک لیڈی نے یلادیورپ میں عہد کر لیا۔ کہ جب تک شادی نہ کرے گی۔ گفتگو نہ کرے گی۔ چالیس سال کے بعد زبان بالکل بند ہو گئی۔ الغرض اس آیت **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون**۔ الآیہ پر غور کرو کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر (قدر) نہیں کرتے اور کسی نعمت کا شکر یہی ہے۔ کہ اوس چیز سے وہی کام لیا جاوے۔ جس مطلب کیلئے وہ وضع ہوئی ہے۔ وہ لوگ اس نعمت سے نفع نہیں اٹھا سکتے۔ جس کی قدر نہیں کی مثلاً رسول کریم دنیا میں ہی نافرمانوں کی انذار کیلئے تشریف لائے ہیں جس شخص نے از رہ نالائقی بدبختی اس ذرہ کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انذار

اور عدم انذار کو برابر سمجھا۔ تو ایسے شخص کے لئے اس ناشکری کا یہ نتیجہ مرتب ہوتا تو ضروری ہے۔ کہ اوس کے ایمانی قوائے آہستہ آہستہ سلب ہو جاویں۔ پھر یہ طاقت ایمانی کیونکر نشوونما پا سکیگی۔ ایمان کے اعلیٰ مراتب تو درکنار ایسے لوگ ایمانی دولت سے ہی محروم ہوں گے۔ پس **سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم** جملہ معترضہ بطور علت موجبہ کے آیا ہے۔ یعنے جب تیری رسالت جو انعام اللہ میں سے افضل ترین نعمت ہے۔ اون لوگوں نے قدر نہ کی۔ اور تیرے انذار اور عدم انذار کو مساوی قرار دیا۔ پھر اوس کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا ہی تھا۔ کہ اون کی ایمانی طاقت سلب ہو۔ اور روحانی اور ذہنی قوا سے بیکار ہو جاویں۔ اس لئے **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون** کا ترجمہ یہ ہے لاریب جو منکر ہو گئے۔ اس لئے کہ تیرے ڈرانے اور نہ ڈرانے کا وجود و عدم برابر سمجھا اس لئے وہ با ایمان نہیں ہو سکتے۔ اور ایمان نہ لاویں گے۔ پس اس میں کسی کا کیا قصور۔ نادانوں نے خود اپنی کرتوت اپنے فعل اور ہاتھ سے ایمان سے محرومی حاصل کی۔ پس **ختم اللہ علے قلوبہم و علے سمعہم و علی ابصارہم غشاوۃ ز و لہم عذاب عظیم** ط کے معنے بھی صاف ہو گئے۔ کیونکہ کسی پر مہر لگنا کے یہی معنے ہیں۔ کہ اوس کو قطعی کر دینا۔ اور یہ اون کے کفر کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ جب اونہوں نے **قلب** کی ایک طاقت کو بے کار چھوڑا۔ تو اب اوس کا اثر بیرونی قوائے سمع اور بصر پر بھی پڑا۔ اب وہ کان رکھتے ہیں۔ پر سنتے نہیں آنکھیں ہیں۔ مگر دیکھتے نہیں۔ **ختم اللہ علی قلوبہم** پر اکثر لوگ اعتراض کر دیتے ہیں۔ یہ اون کی غلطی ہے۔ وہ قانون قدرت پر نظر کریں۔ اور **ان الذین کفروا** کو جو علت موجبہ **ختم اللہ علے قلوبہم** کا ہے خوب سوچیں۔ پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا۔

سورۃ البقرہ رکوع دوئم

اب منافقوں کا حال بیان ہوتا ہے۔

یخادعون کے معنے **تیز کون** کے ہیں۔

پس معنے یہ ہوئے۔ کہ منافق چھوڑتے ہیں اللہ کو تو قاموس میں **خادعہ** کے معنے **تیز کہ** لکھے ہوئے موجود ہیں۔ قرآن کریم کے معانی کے لئے لغت قرآن ہی کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ قرآن میں کوئی لفظ اشکال طلب ایسا کوئی نہیں آیا جسکی تشریح اور توضیح دوسرے مقام پر نہ ہوئی ہو۔

یخادعون کے معنے **تیز کون** قرآن کریم کے دوسرے مقام پر پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ منافقوں کے لئے الگ فرمایا ہے۔ **نسوا اللہ** کے معنے ہیں چھوڑا ہے اُنہوں نے اللہ کو۔ اللہ تعالے سے دھوکہ فریب اور دغا کی مذموم صفات کو منسوب کرنا دانشمند اور خدا ترس انسان کا کام نہیں ہے۔

یخادعون کے معنے **یمسکون** بھی لغت اور قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے ثابت ہیں قرآن کریم میں ان معنوں کی تصدیق میں فرمایا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ **لا تنفقوا علے من عند رسول اللہ حتے ینفضوا** پس **و ما یخادعون** کے معنے ہوئے اور بخل نہیں کرتے۔

ما یشعرون کے معنے ہیں۔ ادنے فہم ہی نہیں رکھتے۔ علم نہیں رکھتے۔ خیال نہیں کرتے

فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا

کے معنے کی تشریح کی مزید ضرورت اوس اصول کے بیان کرنے کے بعد کہ جب انسان کسی طاقت کو بیکار چھوڑ دے وہ زائل ہو جاتی ہے نہیں معلوم ہوتی خصوصاً **بما کانوا یکذبون** پر غور کرنے کے بعد پس اب اس آیہ کا صرف ترجمہ کافی ہوگا۔ اور وہ یہ ہے ان کے (منافقوں کے) دلوں میں کم دوری کا مرض ہے۔ نہ مسائل اسلام میں قوت فیصلہ اور نہ اہل اسلام سے تاب مقابلہ۔ پس وہ یاد رکھیں۔ کہ یہ مرض تو آخر اللہ تعالے بڑھائیگا۔ کہ مسائل روز بروز بڑھتے جائیں اور جماعت اسلام ترقی کریگی۔ اگر ان چند مسائل پر ان کو مشکلات ہیں۔ تو اب مسائل اور بڑھیں گے۔ اگر جماعت قلیل اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور ان سے ڈرتے ہیں۔ تو یہ جماعت روز افزوں ترقی کریگی۔ **تکذیب الرسل** ایک ایسی کرتوت اور عذاب الٰہی کو کھینچ لانے والی حرکت ہے کہ سب

امراض روحانی اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور شقاوت کی تاریک راہوں کی اسی ایک فعل سے بدبخت انسان چلا جاتا ہے۔

عہد الست یا عہد میثاق

الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں چند کسی ایک ماہواری رسالہ "اصلاح" نامی سے ہم نے ایک مضمون "عہد میثاق اور [illegible]" کے عنوان سے درج کیا تھا۔ جس کو مولوی غلام حسین [illegible] نے لکھا تھا۔ اس مسئلہ عہد الست پر جس طریق سے مولانا موصوف نے روشنی ڈالی ہے۔ وہ بجائے خود اس کو زیادہ تاریک بنانے والی ہے۔ اوسوقت کوئی ریمارک ہمنے مضمون مذکور کی نسبت نہیں کیا تھا۔ لیکن بعد میں ہمارے مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب [illegible] نے اوس تحریر پر ریمارک کرنے کے لئے [illegible] فرمایا۔ [illegible] ضروری معلوم ہوا۔ کہ اوس عام غلطی کو جو عہد الست یا عہد میثاق کے متعلق عام طور پر پھیلی [illegible] جسکی وجہ سے مخالفین و معترضین کو [illegible] کا موقع ملا ہے۔ دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس لئے ہم "اصلاح" ماہ پٹنہ کے لائق ایڈیٹر سے بھی امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اس تحریر پر [illegible] اور اپنے رسالہ میں اس کو درج کرکے اس کی تحقیق اور تنقیح کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور کرینگے۔

عہد میثاق - یا عہد الست قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے لیا گیا ہے۔ جو سورۂ اعراف کے بائیسویں رکوع میں یوں درج ہے۔ **واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی شہدنا** الخ سیپارہ نہم سورہ اعراف رکوع ۲۲۔

اس آیت کے ترجمہ میں الفاظ اور لغت عرب اور محاورات کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے ایک خرابی پیدا ہوئی ہے۔ جو ان سارے اعتراضات کی موجب ہو رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا مقدم امر اس کے ترجمہ ہی کی صحت ہے۔

عام طور پر یہ ترجمہ کیا جاتا ہے۔ کہ جب کہ تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے اون کی اولاد کو باہر نکالا۔ اور اونکو ہی اون پر گواہ کرکے کہا۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اونہوں نے کہا کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں۔ مگر محاورات عرب پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے۔ کہ وہ ظہر کا لفظ عموماً زائد بولتے ہیں چنانچہ قاموس میں ہے [illegible] اظہر [illegible] کے [illegible] لکھا ہے۔ ظہر کا لفظ زائد ہے۔ اور [illegible] کے [illegible] لکھے ہیں۔ اور اس ظہر کے معنے اون میں یا اون کے [illegible] ہیں۔ اور یہ محاورہ ہمارے سید و مقتدا حضرت سید الاصفیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بھی نکلا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ کنت بین اظہرنا (مشکوٰۃ باب الایمان) یعنے آپ ہم میں تھے محاورات عرب میں بولتے ہیں **ما فصحت وما خرجت من اظہرنا** تو کیسا فصیح ہے اور تو ہم سے کہیں الگ نہیں نکلا۔ ان محاورات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب **ظہر یا ظہور** کا لفظ عموماً زائد بولتے ہیں قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے وہ محاورات عرب سے باہر نہیں۔

دوسرا لفظ قابل غور اس آیت میں بنی آدم ہے حالانکہ آیت میں صراحتاً آدم کے ساتھ بنی کا لفظ موجود ہے مگر عام طور پر بنی آدم سے مراد ابوالبشر لے لیا جاتا ہے جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ لہذا یہ خیال کہ کسی خاص آن یا خاص وقت پشت آدم سے تمام پیدا ہونے والی مخلوق کو خارج کرکے جیسا کہ اکثر مفسرین بیان کرتے ہیں اُن سے اپنی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار لیا۔ قرآن کریم کے لفظوں سے ثابت نہیں ہوتا پس **عہد میثاق یا عہد الست** فی الخارج کوئی چیز نہیں مفسرین میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں۔ کہ فی نفس الامر آدم کی پشت سے اُس کی ذریت کو نکالا اور اقرار لیا اور اپنی تائید میں بعض احادیث پیش کرتے ہیں ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ اُن کے اقوال کو یا ایسی احادیث کو قابل تسلیم قرار دیں جب کہ وہ قرآن کریم کے صریح الفاظ کے متناقض ہیں اور اس لئے قرآن کریم پر اُن کو ترجیح کبھی اور کسی طرح ہی نہیں ہو سکتی۔ تفسیر کبیر میں بقول السید اور اصحاب النظر لوگوں کی طرف سے اس مسئلہ میں یہ لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ نے بنی آدم کے ظہور یعنے پشتوں سے اون کی ذریت یوں نکالی ہے۔ کہ وہ نطفہ پشت آباء میں تھے سو وہاں سے رحم مادر میں آیا۔ جہاں وہ مراحل ستہ طے کرکے کامل الخلقت بن کر پیدا ہوا۔ اور پھر اوسے حواس خمسہ یا وسیع حسن [illegible] جو اس [illegible] دئے گئے۔ جنکی بدولت وہ الوہیت و ربوبیت خدا پر دلائل قائم کرنے کے قابل ہو گیا۔ [illegible] یہ دلائل بذات خود ایک عہد اور الست [illegible] پر گواہ ہو گئے۔ اور اون کی حالی زبان نے اوس کی الوہیت کا اقرار کیا۔ ان لوگوں نے اپنے مطالب کو قرآن کریم کی اس آیت کے الفاظ ہی سے مستنبط کیا ہے۔ اور حالی زبان کے متعلق قرآن کریم اور اقوال عرب سے شواہد لے کر اوس اور بھی موکد کر دیا ہے۔

بہرحال جیسا کہ ہم نے ابتدا میں کہا ہے۔ کہ بڑی بھاری غلطی ظہور جو ایک زائد لفظ ہے کے ترجمہ کرنے میں واقع ہوئی ہے۔ اور ساری دقتیں اسی وجہ سے پیش آئی ہیں۔

اب ترجمہ اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اون کے ہی درمیان سے اون کی اولاد لی۔ اور خود انہیں ہی اون پر گواہ ٹھہرایا۔ گویا اون کی فطرت اور حالت کو ہی اس امر کا شاہد قرار دیا۔ کہ کیا اون کی بناوٹ اور ساخت کسی پیدا کرنے والے کی دلیل نہیں۔ تو بے اختیار انہوں نے کہا کہ بیشک ہم گواہ ہو گئے۔

یعنے انسان کا وجود جو لیے انتہا نادرات اور عجائبات کا مجموعہ ہے۔ بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کی ایک دلیل قوی ہے۔ اور **اشہدہم علی انفسہم** کے معنے یہی ہیں۔ کہ خود انسانی فطرت اور انسانی وجود خدا تعالےٰ کی ہستی کا شاہد ہے۔ اور **قالوا بلی** سے صاف ثابت ہے۔ کہ انسان فطرتاً اوس پاک ہستی کی تصدیق کرتا ہے۔ اب عہد میثاق کی جو حقیقت ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں جس پر کسی قسم کا اعتراض نہ تو آج کل کے فلسفی لوگ کر سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور۔

ہمارے مخدوم مولوی **نورالدین** صاحب بھیروی نے جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف سے بفضل خدا قابل رشک بہرہ رکھتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ

فرمایا ہے۔ جو فصل الخطاب میں درج ہے۔ کہ عادل۔ رحیم۔ قدوس خدا نے تمام بنی آدم میں اون کی بدو فطرت میں ایک قوت ایمانیہ اور نور فراست ودیعت رکھا ہے۔ جو ہمیشہ وجود آلہی اور اوسکی ربوبیت کا اقرار یاد دلاتا رہتا ہے۔ یا ازیں کہو کہ اگر مثلاً کسی عارضہ کے باعث غافل بھی ہو جاوے تو بھی چونکہ اصل فطرت مین وہ قوت مجبول کی گئی ہے۔ کسی بیرونی محرک کی سبب سے حرکت میں آجاتی ہے۔ ہاں اگر کسی بد کار کے اندر کسی باعث سے وہ قوت بالکل مر گئی ہو اور وہ کم بخت اتہاہ کنوئیں میں جا پڑا ہو۔ اور شیطان کا فرزند بن کر آسمانی دفتر سے اوسنے اپنا نام کٹوا لیا ہو۔ تو یہ اوس کا اپنا قصور ہے۔ عادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہے۔

اب اوسی فطرت کے اقرار کو اوسی ربوبیت آلہی کے جبلی معترف فطرت کو الہامی زبان ربانی کلام اس طرز عبارت میں بیان فرماتا ہے۔ اوس اس دقیق فطرت کے راز کو اسطرح پر انسان کو سمجھاتا ہے۔ کہ انسان بدو فطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے۔ یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا امر جبلی اور فطری ہے۔ اور اوس کی ترکیب و ہیئت ہی اس امر پر شاہد عادل کافی ہے۔

اصلاح خیالات کے لئے وقت مطلوب ہے

سنت اللہ پر لحاظ کرنے کے بعد پتہ لگتا ہے۔ کہ انسان کی اصلاح حال و تہذیب نفس کے لئے اللہ کریم نے برگزیدہ لوگوں کو وقتاً فوقتاً فہیم کے خطاب سے مخاطب فرما کر دنیا میں بھیجا ہے۔ ایسے ریفارمر ہمیشہ ہمیشہ اپنے وقت پر آکر لوگوں کے ناقص خیالات میں تغیر و تبدل کرنے کی زبردست تحریکیں کرتے رہے ہیں۔

لاریب اون کی مساعی موثر اون کے تجربے وسیع اور اون کے جذبے کارگر تھے۔ لیکن اون کی بیوگرافی (سوانح عمری) پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آسانی اور سہولت کے ساتھ بنی نوع انسان کے خیالات پر اپنا قابو نہیں پا سکے۔ اون پر بیدردی کا جرم قائم کیا گیا۔ قوم اور ملک کی طرف سے آفات و مصائب پہونچانے میں کوتاہی نہ ہوئی۔ مگر وہ اپنے ارادے کے پکے اور عزم کے سچے اون تمام آلام اور مصائب میں بھی اپنے مقام سے نہ ہٹے۔ اور قوم کی بدگوئی پر منہ موڑ کر ایسا نہیں کیا۔ کہ بالکل الگ تھلگ ہو گئے ہوں۔ نہیں بلکہ جو حادثہ اون پر گذرا۔ اونہوں نے اوس کو بھی خیالات قوم کی تبدیلی اور اصلاح کا باعث سمجھا۔ اللہ اللہ کس قدر عزم اور استقلال ہے۔ مگر یہ ارادہ یہ ذہن کسی ایسے انسان کے بدوں دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس کے دل سے جسمانی حجاب اور ظلمانی پردے اوٹھ جاتے ہیں۔ اور اون کی بجائے نور اور روشنی بھر دیجاتی ہے۔ آسمان کے دروازے اوس کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ اور عالم ملکوت کے اسرار سے اوسے بہرہ وافر ملتا ہے۔ اور آلہی ہستی اوس کو اپنے خاص سایہ میں لیتی ہے۔ تب یہ استقلال اور عزم اس کو ملتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے ریفارمر اور مصلح اون مصائب اور تکالیف کو جو قوم کی طرف سے اونہیں پہونچتی ہیں۔ نہایت لذت اور سرور کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ بہت سے ریفارمر جل سے گذر گئے۔ مگر اصلاح خیالات کا دروازہ کھول گئے۔ اگرچہ اوس زمانہ کے وحشی اور نفسی انقلاب لوگوں کو معلوم نہوا۔ مگر آنے والی نسلوں کو اون کی موت ایک تاریک وحشت اور بہانتک جہالت سے روشنی میں لے آئی۔ اون کی قوم کو پتہ نہ لگا۔ مگر مورخوں نے یہ سراغ نکال لیا۔ اور پرزور الفاظ اور زبردست دلائل سے ثابت کیا۔ کہ وہ **قومی شہید** تھے جو صرف **اصلاح قوم** پر نثار ہو گئے۔

ایک بڑی روک جو اون کی راہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور در حقیقت اوسی کو دور کرنا اون کا نفس ہوتا ہے۔ وہ پرانے تقلیدی خیالات ہوتے ہیں۔ اون پرانے خیالات و معتقدات میں جو صرف رسمی اور تقلیدی طور پر اون کے دلوں میں جاگزین ہوتے ہیں۔ انقلاب پیدا کرنا ایک امر عظیم و خطیر ہوتا ہے۔ تبدیل خیالات ہی انسان کو تاریکی یا روشنی میں لانے کا ذریعہ ہے۔ اور سچ پوچھو تو یہی ایک آلہ ہے۔ جس پر قومی شائستگی اور تہذیب یا وحشت و جہالت نکبت و شقاوت کا انحصار ہے۔ اور یہی ایک امر ریفارمروں کے پیش نظر ہوتا ہے جس پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ اور آج بھی دیا جا رہا ہے۔

ریفارمر کا تبلیغ پر حریص ہونا۔ اور اس امر پر زور دینا کہ ہماری طرف سے منادی کرو۔ ہمارے خیالات شائع کرو۔ اس کی غرض و غایت صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ اصلاح خیالات ہو۔ اور نفس الامر میں یہی ایک مجرب نسخہ ہے۔ جو کامیابی کا پیارا پیارا مکھڑا دکھاتا ہے۔ یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ جب بار بار تحریک ہوگی۔ اور تحریر سے تقریر سے خیالات میں تواتر مہنگ۔ جوش اور ولولہ پیدا کیا جاوے گا۔ تو ممکن نہیں۔ کہ طبائع اور نفوس اوس کے اثر سے متاثر نہ ہوں۔ کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ روشنی یا تاریکی پھیل رہی ہے۔ وہ خیالات ہی کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ وہ بار ہا کی تکالیف سے کبھی بھی نہیں گھبراتے۔ اور ہراسان و ترساں ہو کر مایوس نہیں ہو جاتے۔ بلکہ جس طرح دریا پہاڑ کی سخت چٹانوں سے جا کر ٹکراتا اور اکثر مرتبہ اپنا سا منہ لے کر واپس ہوتا ہے۔ مگر ٹلتا نہیں۔ بار بار ادھر ہی جاتا اور ٹکریں مارتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنا راستہ بنا ہی لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہ **ریفارمر** دنیا اور اوس کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ کوئی اونہیں پاگل کہے۔ وہ سنتے ہیں۔ سڑی اور شاعر کے پرواہ نہیں رکھتے۔ نفس پرست اور شہرت طلب اون کو کہا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنی حالت سے ایسا استغنا ظاہر کرتے ہیں۔ گویا ان باتوں کے وہ مخاطب ہی نہیں۔ یہاں تک کہ اون کو مہجور القوم اور بسا اوقات ملک سے بھی نکلنا پڑتا ہے۔ مگر وہ اس پر بھی اپنے خیالات کی اشاعت سے باز نہیں رہ سکتے۔ یہ بھی ایک طریق اون لوگوں کی صداقت کی پڑتال کا ہے۔ کیونکہ جیسا ہم نے اس مضمون کے شروع میں کہا۔ ایسا عزم اور استقلال عام انسانی طاقت سے فوق اور بالاتر ہے۔

ریفارمر اپنے انتشار خیالات و اشاعت مقالات میں بہت زور دیتا ہے۔ اور وہ طبائع انسانی پر قابو پانے کی یہی سبیل دیکھتا ہے۔ لیکن انسانی طبائع چونکہ مختلف ہیں۔ اس لئے بہت سے لوگ تو ایسے

ہوتے ہیں۔ کہ جو اپنی سعادت اور فطرت ممیزہ سے بہت جلد خیالات کا مبادلہ کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک تحریر ہو یا تقریر۔ ہر ایک کلام اور فقرے کو خوب غور سے سُنتے اور دیکھتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو وہ اور وہ چار کی طرح جانتے ہیں۔ کہ انسان زبان قلم یا قلم زبان سے جو بات نکلتی ہے۔ وہ ایک بے معنی اور بے سروپا ہوا نہیں ہوتی۔ بلکہ اوس میں لبسا اوقات سحر کہو۔ یا افسون معجزہ کہو۔ یا کچھ اور غرض ایک ایسی طاقت اور قوت ہوتی ہے۔ جو بہ شرطیکہ سننے والے کی استعداد اور قابلیت ہو۔ کانوں کی راہ سے دل میں اتر جاتی ہے۔ اور اوس پر جا کر اپنا قابو پا لیتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے کسی نے کہا ہے۔

سخن سحر است اگر گفتن بداند

اور دفعۃً خیالات میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ مگر یہاں یہ امر بھی بحضور دل یاد رہنا چاہئے۔ کہ ایسا موثر کلام عام لوگوں کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسا اعجازی اثر بھی اون لوگوں ہی کی زبان میں رکھا جاتا ہے جس کی مخالفت خدا کی ناراضی اور موافقت اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا موجب ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ پورانے دقیانوسی خیالات کے لوگ جن کو دوسرے لفظوں میں مخالف الرائے بھی کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ کوشش کرتے اور تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اوس کی باتوں کو نہ سنا جاوے۔ اور اوس کی تحریروں کو نہ پڑھا جاوے۔ کیونکہ وہ ناعاقبت اندیش بدباطن حاسد اس امر کو خوب جانتے ہیں۔ کہ اون کے کلام میں وہ اعجازی اثر اوس زبردست طاقت نے رکھا ہوتا ہے جو دلوں پر حکومت کرتی ہے۔ پس یہ بھی ایک معیار ہے۔ راست باز ریفارمر کی صداقت کا کہ اوسکی تحریروں یا تقریروں کے سننے یا پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے۔ اور اون میں دوسری طرف یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ جہاں کوئی خالی الذہن ہو کر پڑھا یا سُنا۔ جھٹ اوس کا مقناطیسی اثر داخل ہوا۔ ہاں سعادت اور رشد کی استعداد ہونی چاہئے۔ جیسے بارش آسمان سے آتی اور برکات اور فضل الٰہی کو ساتھ لاتی ہے۔ مگر شورہ زمینیں اوس کے فیض سے بالکل بے نصیب رہتی ہیں۔ اسی طرح سے **آسمانی ریفارمر اور روحانی مصلح** کی باتیں بھی اوسی بارش کے ہم رنگ ہیں۔

سورج کی شعاعیں وہیں پڑکر اپنا فیضان اور نور پہونچا سکتی ہیں۔ جہاں اون کی آمد کے لئے روزن اور جھروکے ہوں۔ اگر کوئی نادان اپنی کھڑکی بند کرے اور پھر چاہے کہ سورج کی روشنی اندر آوے۔ تو یہ تو ممکن ہی نہیں۔ پس ریفارمر کی برکتوں سے مستفیض ہونے کے لئے اول ضروری ہے۔ کہ حضور دل اور صبر اور استقلال سے اوس کی باتوں کو سن لیا جاوے۔ اور پھر غور کیا جاوے۔ اور ایک مستعد دل لے کر اون سے استفادہ کرنے کی جد وجہد کی جاوے۔ پھر اللہ کریم اپنے وعدہ کے موافق اوس کی اپنی راہیں کھول دیتا اور آسان کر دیتا ہے۔ اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ کسی سپیکر یا لیکچرار یا کسی ریفارمر کے کلام نے آناً فاناً میں انسانوں کے قلوب کو اودھر سے اودھر کر دیا ہے۔ بزدلوں اور کاہلوں کو مرد اور چست و چالاک بنا دیا ہے۔ مغلوب لشکر کو غالب اور منضبط اور آہنیں قلعوں کو فتح کر دیا ہے۔ اور بعض اوقات ایک نامرد اور پوچ آدمی کے اقوال نے فاتح قوم کو مفتوح اور غالب کو مغلوب بنا دیا ہے۔ تواریخ ایسے عبرت خیز واقعات کی شاہد عدل ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو پورانے دقیانوسی خیالات اور تقلیدی بندھنوں میں کچھ ایسے بے طرح اسیر ہوئے ہیں۔ کہ وہ ان خیالات سے نکل کر ایک ناصح مشفق کی باتوں کو بھی نہیں سننا چاہتے۔ اور یہی نہیں۔ کہ وہ اون بیش بہا معارف اور حقائق سے بے پرواہ ہیں۔ بلکہ ایسے خیال اور یقین والوں کو اپنا ہر طرح سے دشمن سمجھتے ہیں یہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو ملاءِ اعلیٰ میں ملعون یا مردود کہلاتے ہیں۔ اور چونکہ وہ آسمانی لعنت کے نیچے آ کر خدا سے بالکل دور جا پڑتے ہیں۔ اس لئے اون پر حق و باطل کا انکشاف ہو نہیں سکتا۔ اور یہ وہی لوگ ہیں۔ جو ازلی محروم کہلاتے ہیں وہ سعادت مندی کی راہوں کی طرف ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکتے۔

ایسے لوگ عموماً وہ ہوتے ہیں جن کی نسبت کسی حد تک یہ جائز ہے۔ کہ کہا جاوے کہ اون کے دل پر جو مہر عرصہ دراز سے لگ چکی ہے۔ اوس پر دوسری مہر نہیں لگ سکتی۔ اون کے لئے بہت بڑی زبردست **اصلاحی** قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اون کا دل ایک بڑی بھاری چٹان کی مانند ہوتا ہے۔ جس کا آندھی اور سیلاب سے جنبش کھانا اگر محال نہ ہو۔ تو ممکن مشکل ضرور ہے۔ مگر سچے **ریفارمر** آسمانی تائیدات لے کر آنے والے **ریفارمر** ایسے لوگوں کی اصلاح سے کبھی مایوس اور ناامید نہیں ہوتے۔ کیوں؟ اون کی ایمانی اور توکل کی قوت اس قدر بڑھ جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے زبردست اور ہیبت ناک ہاتھ کے سامنے کوئی چیز ان ہونی اور انہونی نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی ظاہر پرست ہمارے اس جملے پر اعتراض کرے کہ ہر ایک شخص خدا تعالےٰ کو ایسا ہی ایک قادر مطلق خدا مانتا ہے۔ تو ہم اوس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہیں گے۔ کہ صرف لفظی اور لسانی طور پر۔ ورنہ جو وہ ہمہ قدرت ہستی کو اگر ویسا ہی مانتا۔ پھر اپنی ادنے ادنے احتیاجوں اور ضرورتوں پر غیر اللہ کی جھوٹی خوشامدیں اور بیجا منتیں کیوں کرتا۔ اور خدا تعالےٰ پر طرح طرح بدظنیاں اپنی عملی حالت سے کیوں کر کے دکھلاتا۔ پس درحقیقت یہ سچا درجہ یقین اور توکل کا ان لوگوں ہی کو ملتا ہے۔ جو لوگ عرش کے سامنے اپنی روح کو سجدہ میں پھینک دیتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کو ایک خاص سکینت اور تسلیت ملتی ہے۔ اس لئے وہ سنگ دل سے سنگدل انسان کی اصلاح اور رو براہ ہونے سے کبھی مایوس نہیں ہوتے اور لحظہ کے لئے بھی تنگدل ہو کر نہیں بیٹھتے۔ اُنہوں نے ایسے موقعوں پر اپنے ریفارم کی طاقت کو دو چند اور چہار چند بلکہ دہ چند کر دیا ہے اور بار بار کی طاقت اور مزاحمت اور نبرد آزمائی سے بھی اُس بھاری چٹان کو اصلی مرکز سے ہٹا دیا۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مسیح نے انجیل میں اشارہ کیا ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو پہاڑ کو اگر کہو گے تو اپنی جگہ سے ہٹ جائیگا۔ غرض ایسے سنگدل انسانوں کے خیالات کی اصلاح کے لئے مصلح اور ریفارمر کی ایمانی طاقت کی قوت جس قدر زبردست ہوگی اسی قدر زیادہ کامیابی کی امید ہے اور سچے ریفارمر کا یہ خاصہ ہوتا ہے۔ کہ جب وہ ایسے لوگوں کی اصلاح کی طرف آتا ہے جو اپنی طرف آنے والے کی باتوں تک سے نفور اور گریزاں ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنی **اصلاح کی قوت** کو جیسا اوپر بیان کیا ہے زبردست کر دیتا ہے جیسے جب کسی انجن کے ساتھ زیادہ گاڑیاں ہوں یا کسی بہت بڑی بھاری سنے

کی نقل مکانی مطلوب ہو تو اوس کی سسٹیم ذخوت وخانی، بڑھا دی جاتی ہے۔ اسی طرح سے جیسے جیسے دل قابل اصلاح اوسے پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اوس قدر اوس کی سسٹیم آف ریفارمیشن کو تیز کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ **کامیاب** اور **بامراد** ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر **بالغ خرد** ناظرین اور غور کرنے والی طبیعتیں **راستبازوں** اور ماموران من اللہ کی تبلیغ کا جوش دیکھکر بھی اون کی **صداقت** اور اون کے مشن کی عظمت کو پاسکتی ہیں۔ کیونکہ جس قدر زور اور ہمت وہ اپنے مشن کی تبلیغ میں صرف کرے گا۔ اوسی قدر اوس کی صداقت کا راز کھلتا جائے گا۔ عالم مفتری کبھی اور کسی حال میں اپنی تبلیغ میں مستقل مزاج اور اپنے ارادہ میں پکا نہیں ہو سکتا۔ پس جب تم دیکھو۔ کہ کوئی **مرد خدا** ایک زبردست اور پرزور انجن کی طرح اپنے مشن کی تبلیغ میں چلا جاتا ہے۔ تو اوس کی تکذیب اور انکار سے ہاتھ اٹھالو۔ ورنہ پھر اندیشہ ہی ہے۔ کہ جیسے ایک تیز دوڑتے ہوئے انجن سے نادان بیل ٹکر مار کر مقابلہ کرنا چاہتا ہے اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اوس **فانی مرد** کا مقابلہ ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ جوش اور ہمت اوس کو بجز اللہ تعالےٰ کے ہاتھ کے سہارے اور تائید کے نہیں مل سکتی۔

یہ امر بھی خوب یاد رہے۔ کہ جس تحریر یا تقریر سے لوگ متاثر نہیں ہو سکتے۔ تو یہ یا تو متکلم یا مقرر کا قصور ہے۔ اور یا اوسے وہ سچا جوش عطا نہیں ہوا۔ اور یا اوسے دلوں تک پہونچا دینے کا کافی ذریعہ حاصل نہیں ہوا۔ مگر آخر الذکر صورت کم ہوتی ہے۔ جب خدا کسی **مصلح** کو بھیجتا ہے۔ تو اوس کے لئے وہ سب سامان مہیا کر دیتا ہے۔ جو اوس کی **آواز** کو پہونچانے اور موثر بنانے کے لئے اوسے ضروری ہوتے ہیں۔ ہم اس امر کا بیان کر دینا بھی اس موقع پر ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ سچے ریفارمروں کے لئے یہ کبھی نہیں ہوتا۔ کہ اون کو ایسے سامان ملیں جو ہر حال اور ہر میدان میں اون کی تضحیک کا موجب ہوں۔ بلکہ یہ خدا تعالےٰ کا خاص وعدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں الٰہی نصرتوں کو ہر آن اور ہر لحظہ میں اپنے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ایک اور معیار ہے۔ **ناصح مشفق** اور **حقیقی**

راستباز اور **منبع اصلاح** کی صداقت کا۔ یعنے اوس کو ایسے اسباب ملتے ہیں۔ جو ہر حالت میں اوس کے لئے مفید اور اوس کے مخالفوں کے لئے زہر قاتل ہوتے ہیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

قادیان میں بدمعاشوں کا حوصلہ اور ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی قابل تعریف کوشش

ہم نے آج تک بہت کم ایسی باتوں پر ایکشن لیا ہے جو عام معاملات سے متعلق ہیں۔ لیکن اون معاملات پر جو امن عامہ اور عام بنی نوع انسان کی ہمدردی کے متعلق ہوں۔ ضروری امور سے پہلو تہی کرنا ایک اخبار نویس کا فرض منصبی اجازت نہیں دیتا۔ ہم کو اس امر کے بیان کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں۔ کہ مقامی حکام کو ہماری رائے نے کہاں تک مدد دی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں پر یہ امر خوب روشن ہے۔ کہ امرتسر کی اخباری دنیا میں جس قلم نے مقامی حکام کو مفید مشورتیں اور ہر وقت امداد دی ہے۔ وہ وہی قلم ہے۔ جو آج **الحکم** کی روح رواں ہے۔ بلکہ اوسی کو فخر حاصل ہے۔ کہ امرتسر کے مقامی حکام نے اوس کی خدمات سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے اوس کو ایک وقت خاص پر بطور **سپیشل پولیس آفیسر** مقرر کیا۔ اور اوس کی خدمات بہ حیثیت سپیشل پولیس آفیسر سے خوش ہو کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر ضلع امرتسر نے خوشنودی مزاج کا پروانہ بھی عطا فرمایا۔ اس لئے ہم یہ کہنے کا فخر رکھتے ہیں۔ کہ ہماری رائے اس معاملہ میں کچھہ کم اثر انداز نہ ہوگی۔

چند روز سے قادیان میں رات کو بدمعاشوں کی خطرناک جراتوں نے اہالیان قادیان کو سخت تشویش اور فکر میں ڈال رکھا ہے۔ یہ بدمعاش ابھی تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ خاص قادیاں کے باشندے ہیں یا بیرونجات سے آتے ہیں رات کو لاٹھیوں اور گنڈاسوں وغیرہ سے مسلح ہو کر آتے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں۔

دو تین دن تک تو متواتر حاکم علی نام کنسٹبل متعینہ قادیان کی سرتوڑ کوشش سے اہل شہر کسی قسم کے مالی یا جانی نقصان سے محفوظ رہے مگر اس نامراد گروہ کی ضدیت اور غصہ وغضب کی آگ بھڑک اٹھی چنانچہ ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء کی شب کو یہ مسلح گروہ پھر آیا اور متعدد مقامات پر کلوخ اندازی کرتا رہا اور ایک عورت اور ایک ہندو پر اینٹیں پڑیں آخر اُن کا مقابلہ چوکیداروں سے مع کنسٹبل مذکور بھی ہو گیا۔ یہ لوگ لاٹھیوں اور گنڈاسوں سے مسلح تھے اس لئے کمزور جماعت چوکیداران کی جس کی تعداد چھہ سات تھی اُن کے مقابلہ کی تاب نہ لائے لہذا علی الصباح محمد بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ (جو ایک مضبوط جفاکش محنتی آدمی ہے) کو اطلاع دیگئی جو فی الفور ایک معقول انتظام کے ساتھ تشریف لائے۔ چنانچہ اونہوں نے رات کو آتے ہی مختلف مقامات پر متعدد آدمیوں کا پہرہ ایسے ڈھب سے لگایا جس سے اون کی انتظامی قابلیت اور لیاقت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ اور آپ بہ نفس نفیس چوکیداروں کے ہمراہ تمام رات گشت کرتے رہے۔ چنانچہ ایڈیٹر الحکم بھی اس مجمع کے ساتھ رات بھر گشت کرتا رہا۔

یہ امر دیکھ کر ہم بٹالہ پولیس سٹیشن کے متعلقہ دیہات کو مبارک باد دے سکتے ہیں۔ کہ اون کو ایک **محنتی** اور **جفاکش** اور اسپر **خلیق** پولیس افسر ملا ہے۔ یہ امر بھی کچھہ کم باعث خوش نصیبی نہیں۔ کہ اون کا ماتحت شیخ محمد شریف سارجنٹ بھی تندہی اور جفاکشی میں اپنے قابل افسر کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ ہونہار نوجوان بہت جلد ترقی کے مدارج طے کرے گا۔

بہرحال ہم کو اس وقت کسی کی تعریف یا تذمیم سے کام نہیں۔ ہم کو یہ امر دکھانا ہے۔ کہ بدمعاشوں کی یہ جرات اور حوصلہ بہت ہی خطرناک ہے۔ گو ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے معقول انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی انتظام کی وجہ سے ۲۲ کی رات کو بالکل امن رہا۔ لیکن ہمارے خیال میں اس امر کی بڑی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

کہ انتظام بدمعاشوں کے لئے پولیس فورس کو اس علاقہ میں بذریعہ پولیس کی معرفت بٹھایا جاوے۔ ہم نے اپنے طور پر جو بعض اشخاص کی طریق معاش اور عام چال چلن کے متعلق ڈائری طیار کی ہے۔ اور کہ ہم جلد اس کو بھی پولیس کے اعلےٰ آفیسر کے پاس بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امر پولیس بٹالہ کے لائق آفیسر کے لئے ضرور قابل لحاظ ہے۔ کہ قادیان پر حملہ کرنے والے بدمعاشوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال میں ڈاک تھانہ قادیان کے ایک حیثی رسال شیخ فضل الٰہی نے بھی جو ایک مستعد طبیعت کا نہ ڈر سا آدمی ہے۔ بہت مدد دی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ وہ چوکی داروں کے ساتھ متواتر کئی شب پھرتا رہا۔ اور ۲۲ مئی کی شب کو بھی رات بھر ڈپٹی انسپکٹر کے ہمراہ ہی رہا۔ یوں تو ہر ایک آدمی کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے معاملات میں پولیس کو مدد دے۔ مگر ایسے لوگوں کے حوصلے بڑھانے کے لئے بھی ضرور پولیس اتھارٹیز کو توجہ فرمانی چاہئے۔ اس معاملہ کے متعلق ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ فضل الٰہی جیسے مستعد اور بیرغور طبیعت کے چالاک انسان کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ ہم دوسرے موقع قادیان کے انتظام کے متعلق پولیس اتھارٹیز کو مفید رائیں دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو ہم نے ذاتی تجربہ سے حاصل کی ہیں۔ اور وہ معلومات دیں گے۔ جو یہاں رہ کر ہم نے بہم پہونچائے ہیں۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں جب ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان دارالامان گیا تھا۔ تو حضور مرزا صاحب علیہ السلام نے مجھے چند ایک کلمات مشتمل بر پند و نصائح فرمائے تھے۔ کہ میں لاہور کی جماعت کو پہنچا کر دوں سو میں نے اُن کلمات کو لے کر جہاں تک مجھے یاد رہ گیا۔ ایک مضمون لکھا۔ اور جلسہ فرقانیہ لاہور میں پڑھا۔ اور اُس کی نقل آپ کو ارسال کرتا ہوں۔ تاکہ اگر مناسب ہو تو درج اخبار فرما دیں۔

وہ یہ ہے

"فرمایا۔ لاہور کی جماعت کو ہماری طرف سے السلام علیکم کہہ دیں۔ اور ان کو سمجھاویں کہ دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اُس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالےٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اُس سے بچنے والے وہی ہیں۔ جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اُس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دیگا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوش نما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا۔ اور اون کی حفاظت کرتا۔ اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے اون کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں۔ اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالےٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو اتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بے کار اور لاپرواہ بناؤ گے۔ تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالےٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنےٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے اور انجمن کے ممبر تم پر ناراض ہوں گے۔ پر تم ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔ یہ میری وصیت ہے اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ اور انجمن کے ممبروں کے ذہن نشین کراؤ کہ ایسا میموریل فی الحقیقت دین کو ایک نقصان دینے والا امر ہے اور اسی واسطے ہم نے اس کی مخالفت کی کہ دین کو صدمہ پہنچتا ہے۔"

اس کے بعد میں نے اپنی جماعت
لاہور کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے
اسکے واسطے خاص دعا کے لئے درخواست
کی۔ اور ہر ایک کے جو اسکو پڑھ سکے
اسکے آگے ہماری درخواست ہے
کہ وہ ہمارے لئے خاص طور
پر دعا کرے کہ ہم نجات کے
صدر مقام میں ہیں

مرقومہ نیاز۔ محمد صادق کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور
۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

مندرجہ ذیل خطوط عالی جناب سیدنا مسیح الزمان و مہدی دوران حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ؑ ایدہ اللہ الصمد نے ہمارے بھائی قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن قاضی کوٹ کے نام اون دنوں میں لکھے تھے۔ جب کہ مخالفین اون کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دے رہے تھے۔ مکتوب نمبر دوم کے مطالعہ سے ہمارے ناظرین کو خصوصاً معلوم ہوگا۔ کہ یہ گرامی نامہ ایک جلیل القدر پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ جس کو ہم نے جلی قلم سے شائع کیا ہے

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ نبیہ الکریم

محبی مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدت مدید کے بعد آپ کا محبت نامہ کل کی ڈاک میں مجھکو ملا۔ خدا تعالےٰ آپ کو ہموم غموم سے نجات بخشے۔ اہل حق کو اوائل میں تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ مگر آخر اُن تکالیف سے نجات پاتی ہیں۔ اب آپ ایک تجرد کی حالت میں ہیں۔ اگر اس عاجز کے پاس ہی آبیٹھیں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی طرح خدا تعالےٰ آپ کی ضرورت کا متکفل ہو جائے گا۔ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ مومن کی نظر خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت پر ہوتی ہے۔ نہ اسباب پر مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ پہلے بھی یہی بات زبانی کہی تھی۔ عمر ناپائدار اور کارخانہ دنیا ہیچ در ہیچ۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس عمر تک ہم سب لوگ موت کے کنارے بیٹھے ہیں۔ اور آسمانی آسمان ہر ایک کو اپنے وقت پر پہنچیگی اس صورت میں فکر موت بہت مقدم ہے۔ تا حسرت کے ساتھ جان نہ نکلے۔ خدا تعالےٰ آپ کو ہر ایک نیک کام کی قوت بخشے۔ اور اپنی محبت میں ترقی عطا کرے۔ آمین۔ آتھم کی پیشگوئی کی نسبت ایک مبسوط رسالہ اسی جگہ قادیان میں چھپ رہا ہے۔ یہ رسالہ انشاء اللہ القدیر دو ماہ تک شائع ہوگا۔ پھر اس عرصہ کے بعد یاد دلانا چاہئے۔ تمام دوستوں کو السلام علیکم

خاکسار غلام احمد ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء

مکتوب نمبر دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچ کر بہ دریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ جس قدر ابتلا آں مکرم کو پیش آیا ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کے مستقیم الحال بندوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ تا ان کی استقامت اور قوت ایمانی لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا وہ اس ذریعہ سے بڑے بڑے ثواب حاصل کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سخت دل مخالف لوگوں نے جو ہمارے ہی قوم کے علماء اور ان کے ہم خیال ہیں۔ اپنی فتنہ اندازی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ اور اگر ان کے اختیار میں قتل اور سفک دماء ہوتا۔ تو وہ بھی کر گذرتے۔ مگر خدا تعالےٰ نے عنان حکومت ایک دوسری قوم کو دے دی ہے۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ **ہم کو اور ہماری جماعت کو اس ابتلا میں نہیں چھوڑے گا اور وہ دن جلدی آنے والے ہیں کہ حق کی چمک لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور مخالف حق کے نادم اور غائب ہوں گے** ۔ جناب سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات کو دیکھو کہ کیا کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دکھ درد اٹھانے پڑے تھے۔ یہاں تک کہ وطن عزیز چھوڑنا پڑا اور سب دوست دشمن ہو گئے۔ لیکن آخر خداوند تعالیٰ نے ڈوبتی ہوئی کشتی کو اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور اسلام کو زمین میں پھیلا دیا۔ **یہی حال اس جگہ ہوگا۔ اور مخالفوں کو بجز سیاہ روئی اور ندامت کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا خدا تعالیٰ اُن کی بد دعائیں انہیں پر ڈالیگا اور وہ گردشیں جن کی وہ انتظار کرتے ہیں انہیں پر پڑیں گی** ۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ تین چار ہفتہ کے لئے قادیان میں تشریف لے آویں اور قاضی محمد یوسف صاحب ساتھ آجائیں اس میں انشاء اللہ القدیر آپ کو روحانی فائدہ ہوگا اور قاضی صاحب کے لئے بھی بہتر ہوگا۔ انسان جس چیز کا قصد کرتا ہے خدا تعالیٰ وہ میسر کر دیتا ہے۔ یہی بات قاضی صاحب کو بعد السلام علیکم میری طرف سے کہہ دیں کہ آپ کے ساتھ بالاتفاق تشریف لے آویں آپ کی ملاقات کو دل چاہتا ہے نہ زمانہ کا کچھ اعتبار نہ عمر کا کچھ بھروسہ بہتر ہے کہ ضرور آجائیں اور قاضی صاحب کو ساتھ لے آویں مگر تین چار ہفتہ کے لئے وہاں کا کچھ بندوبست کر آئیں۔ باقی عند التلاقی۔ آپ کے خواب کا پرچہ حفاظت سے رکھ لیا ہے۔ انشاء اللہ القدیر شائع کروں گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

الانذار

ہمارے ناظرین ایک عرصہ سے الانذار نام ایک رسالہ کا اشتہار ٹائیٹل پیج پر مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ الحمد للہ کہ رسالہ مذکور ایک عجیب شان سے چھپ رہا ہے اس رسالہ کی ترتیب کے لئے خداتعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ اس کی قدرت نمائیوں پر ایک نئی شان سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ابتداءً ہمیں صرف یہی خیال تھا کہ سید حامد شاہ صاحب کی نظم ہی کو چھاپ دیا جاوے گر بعد میں چوہدری رستم علی خاں صاحب کی ایک فارسی نظم کو ساتھ شائع کر دینے کا خیال پیدا ہوا۔ ابھی پریس میں باقاعدہ رسالہ مذکور بھی نہ گیا تھا کہ خداتعالیٰ نے جلسہ طاعون کا ڈھنگ ڈالا۔ اس پر ہم نے قرین مصلحت سمجھا کہ جلسہ طاعون کی کارروائی بھی اسکے ساتھ ہی شائع کر دی جائے۔ مگر ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس نے ایک چھوٹے سے ترجمہ میں جلسہ طاعون کی کارروائی کا فوٹو ناظرین کو دکھایا ہے۔ مگر چونکہ وہ مختصر سا اشتہار حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر کے اندراج کا متحمل نہ ہو سکتا تھا اور یہ ضروری تھا کہ وہ تقریریں بھی شائع ہوں الحکم کے کالم بھی اس قدر طویل تقریروں کے متحمل نہیں ہو سکتے لہذا جلسہ طاعون کی روئداد کو الانذار کے ساتھ ضمیمہ کر دیا اور اب الانذار کی ترتیب مضامین یہ ہے۔

الانذار (سید حامد شاہ صاحب کی پر درد نظم) قصیدہ فارسی (از چوہدری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر) طاعون اشتہار حضرت اقدس آپ نے پہلے پہل طاعون کی بابت شائع فرمایا۔ اشتہار جلسہ طاعون میموریل اصلاح میموریل انجمن حمایت اسلام جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تقریر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب۔ تقریر حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان صاحب سلمہ الرحمان کارروائی جلسہ طاعون از جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس۔ آخر میں ارادہ ہے کہ طاعون کے متعلق اپنے احباب کی خوابیں بھی

بشرطیکہ وہ خداتعالیٰ کی قسم کھا کر مؤکد کر کے ہمارے پاس بھیج دیں۔

اور حضرت اقدس کے الہامات بطور ضمیمہ درج کر دیں۔ اور خیال تو یہی ہے کہ فریاد درد کا بلاغ جو حضرت اقدس کا ایک عظیم الشان اشتہار بغرض تبلیغ و اتمام حجت بر اہل اسلام شائع ہونیوالا ہے ساتھ ہی درج کریں۔ اگر رسالہ کی ضخامت نے اجازت دی یا احباب نے خواہش ظاہر کی تو وہ بھی منضم کیا جاوے گا۔ آئندہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا ہو گا کیا نہیں بہرحال الانذار طبع ہو رہا ہے۔ ہمارے بالغ خرد ناظرین اور معزز مخدوم اگر کوئی رائے دینا چاہیں تو ممکنہ عجلت میں بھیج دیں مشکوری کا موجب ہو گا تخمیناً تین جزو کا رسالہ ہو گا قیمت ۲ر بلا محصول ڈاک درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام بہ اجازت وی پی یا نقد قیمت سے آئیں۔

ڈومیسٹک

۱۸ مئی ۱۸۹۸ء کی رات کو ہمارے مکرم مخدوم جناب میرزا خدا بخش صاحب تحصیلدار نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کے گھر خداوند کریم کے کمال فضل و کرم سے فرزند نرینہ پیدا ہوا ہم اس مولود مسعود کی تولید پر مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ علی العالمین مسیح الزمان سلمہ الرحمان کے پاک قدسی اور مبارک گھر میں اس بچہ کا جنم لینا امید دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے برومند کرے گا۔ اور پاک زندگی عطا کرے گا اس لئے ہم دعا مانگتے ہیں کہ خداتعالیٰ مولود مسعود کو اپنے والدین کی نظروں میں عمر طبعی تک پہنچا دے اور دین اور دنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند کرے اور اس پر اپنے فضل کا ہاتھ ہر آن رکھے۔ آمین

جناب مرزا خدا بخش صاحب نے اس خوشی کی تقریب پر طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام کو تین روپیہ کی مٹھائی تقسیم کی اور مدرسہ کے فنڈ میں بھی مناسب امداد دی۔ الحمد للہ آج تک بچہ اور زچہ عمدہ صحت میں ہیں۔ اللھم زد فزد۔

گرجا گھروں میں لارڈ بشپ کی طاعونی دعا

لاہور کے لارڈ بشپ پادری نے پنجاب کے کل گرجا گھروں میں پڑھے جانے کے لئے یہ دعا لکھی ہے۔ پنجاب کے سب گرجا گھروں میں یہ پڑھی جاتی ہے۔

اے ہمارے خدا جس نے اپنی نامعلوم حکمت سے حکم دیا ہے کہ اس ملک کے بعض شہروں میں مرض طاعون پھیلے۔ اور اس صوبہ میں بھی داخل ہوا اپنے رحم سے اس کی بربادی کو روک دے اور اس کو ملک میں پھیلنے دے اور غالب آنے دے۔ لوگوں کے دلوں کو موڑ دے کہ اُن کی حفاظت کے لئے جو بندوبست ضروری ہو اُس کی اعانت کریں۔ اے خدا تو خود اُن لوگوں کی حفاظت کر جو طاعون زدہ لوگوں کی بیمارداری کرتے ہیں اور اس سزا کو لوگوں کے لئے خیرات اور ہمدردی میں متحد ہو جانے کا ذریعہ بنا دے۔ یہ دعا ہماری اے خدا حضرت کے واسطے قبول کر لے۔ آمین۔

اس دُعا کے آخری فقرہ سے ناظرین کو حضرت عیسےٰ اور خدا میں مغائرت معلوم ہو گی جو عیسائی عقیدہ تثلیث یا الوہیت مسیح کے خلاف ہے

یہ دعا جس جملہ سے شروع ہوئی ہے جو انجیل کی ناتمام اور ناکمل تعلیم کا نتیجہ ہے بے شک انجیل میں وہ اسرار اور رموز نہیں جو دنیا کی انتشار کا موجب ہوتے ہیں یہ